اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ ارادے اور اختیار کی آزادی بخشی ہے۔ عقل و فہم کی قوتیں عطا کی ہیں۔ کار خلافت کی انجام دہی میں جس قدر اسباب و وسائل درکار ہو سکتے تھے، وہ سب مہیا فرما دیئے۔ دنیا کی ساری نعمتوں کو اس کے ارادے کا تابع بنا دیا۔ مہلت حیات عطا فرمادی۔ اب اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ انسان ارادے اور اختیار کی آزادی کو کس طرح استعمال کرتا ہے۔ دنیا کی ان ہزارہا نعمتوں کو کس طرح استعمال کرتا ہے۔ دنیا میں انسان دراصل ایک آزمائش اور ایک امتحان میں ہے۔ صلاحیتوں اور استعدادوں کا امتحان ہے۔ صلاحیتیں پڑی زنگ کھا رہی ہیں یا ان کا استعمال کر رہا ہے۔ ان وسائل کو راہ حق میں استعمال کر رہا ہے یا خود غرضی اور نفسانیت کی راہ میں استعمال کر رہا ہے، اور دنیا کو اپنے لئے اور دوسروں کے لئے "مصیبت کا گھر" بنا رہا ہے۔ یہ بڑا امتحان ہے۔

صلاحیتوں کا استعمال ارادے و اختیار کا استعمال ہے۔ اس کے دو رخ ہیں۔ ایک تو ان کو حق و ناحق کے معیار پر جانچا جا رہا ہے جس کا اجر و ثواب یا عذاب آخرت میں ملے گا۔ دوسرے ان محنتوں اور کوششوں کے نتیجے میں علوم و فنون، تہذیب و تمدن آرام و خوشحالی فروغ پا رہی ہیں۔ اسلام کا تصور دین علوم و فنون کی ترقی، تمدن و معاشرت کے ارتقا، خوشحالی و فارغ البالی کی ضمانت کا ذمہ دار اور آئینہ دار ہے۔

اس کائناتی منصوبے میں انسان جسم و جان اور مال و دولت سب کا امتحان دے رہا ہے۔ انسان (مسلمان) جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور بدنی عبادت، روزہ و نماز، پیش کر رہا ہے۔ وہاں مالی عبادت، زکوٰۃ اور حج، بھی پیش کر رہا ہے۔ زکوٰۃ دین اسلام کا اہم رکن ہے۔ زکوٰۃ اسلامی عبادت ہے۔

زکوٰۃ اور قدیم انبیا

قرآن مجید بتاتا ہے کہ انبیاء ماسبق کے دین میں بھی زکوٰۃ کا رکن شامل تھا، سورۂ انبیا میں حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کا ذکر آیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ ج (۱)

اور ہم نے وحی کے ذریعے ان کو نیک کاموں کی اور نماز قائم کرنے کی اور زکوٰۃ

ادا کرنے کی ہدایت کی۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر ایک دوسری آیت میں آیا ہے۔

وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ؐ (۲)

اور وہ اپنے اہل و عیال کو نماز کا اور زکٰوۃ کا حکم دیتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے متعلق فرماتے ہیں:

وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَادُمْتُ حَيًّا ○ (۳)

اس نے مجھے نماز اور زکٰوۃ کی پابندی کا حکم دیا ہے، جب تک میں زندہ رہوں۔

زکٰوۃ اور مکی زندگی

زکٰوۃ اوّل روز سے اسلام کا رکن ہے۔ مکی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آزادانہ اپنی دعوت پیش کرنے کی آزادی حاصل نہیں تھی اور اسلام کے ارکان پر برملا عمل نہیں رسکتے تھے۔ اس دور کی سورتوں میں زکٰوۃ کا ذکر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَفِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ○ (۴)

اور ان کے مالوں میں حق ہے سائل کے اور محروم کے لئے۔

ایک دوسری آیت میں آیا ہے۔

وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ○ لِلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ○(۵)

جن کے مالوں میں سائل کا اور محروم کا حق مقرر ہے۔

بلکہ لفظ زکٰوۃ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ کافروں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ○ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كَافِرُوْنَ ○ (٦)

کافروں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تباہی ہے ان مشرکین کے لئے جو زکٰوۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔

مکی زندگی میں مسلمانوں کا ایک گروہ ہجرت کر کے حبشہ گیا تھا۔ وہاں بادشاہ کے سامنے اسلام کا تعارف کراتے وقت حضرت جعفر بن ابی طالب نے ایک تقریر کی تھی۔ اس میں بھی ادائیگی

زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے۔

زکوٰۃ اور مدنی زندگی

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ریاست قائم کر دی۔ اسلامی معاشرے کی بنیادیں مستحکم کیں۔ اسلامی عبادات کا نظام نافذ کیا اس دور میں زکوٰۃ کا پورا نظام پوری تفصیلات کے ساتھ جاری ہوا۔

نقشہ آمدنی زکوٰۃ

نمبر شمار	نام جنس	کتنی مقدار پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے	شرح زکوٰۃ	کب فرض ہوتی ہے
۱۔	مال دولت۔	چاندی ۵۲½ تولہ	۲½ فیصد	سال کے بعد
	سونا چاندی کا ۷½ تولہ	۲½ فیصد	سال کے بعد	
۲۔	زرعی پیداوار، بارانی	۳۰ من غلہ	۵ فیصد	فصل کے موقع پر
	،، ، چاہی، نہری	۳۰ من غلہ	۱۰ فیصد	فصل کے موقع پر
۳۔	معدنیات و دفینہ	......	۲۰ فیصد	بر آمدگی پر
	مختلف جانوروں پر مختلف شرح سے			
۴۔	صدقۃ الفطر	صاحب زکوٰۃ کے ہر فرد بشر پر	نصف صاع ۲ سیر گندم تقریباً،	سال کے بعد

زکوٰۃ جمع کرنا اور پھر اس کو مستحقین میں تقسیم کرنا اسلامی حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔ مستحقین زکوٰۃ کی مدات بھی قرآن مجید نے متعین کر دی ہیں وہ یہ ہیں۔

مستحقین زکوٰۃ کی مدات

قرآن کریم کا ارشاد ہے،

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْھَا وَالْمُؤَ لَّفَةِ قُلُوْبُھُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰہِ۔ (۷)

زکوٰۃ تو حق ہے فقرا و مساکین، عاملین، زکوٰۃ، مؤلفۃ القلوب، غلاموں، مقروضوں، اور مسافروں کا، یہ اللہ کا عائد کردہ طریقہ ہے۔

اسکی تشریح یہ ہے۔

۱۔ فقرا و مساکین: معاشرے کے وہ افراد جو معاشی دوڑ میں گر گئے، ان کی دستگیری کرنا۔

۲۔ عاملین: زکوٰۃ وصول کرنے والے کارکنوں کی تنخواہیں ادا کرنا۔

۳۔ موکفۃ القلوب: نو مسلم جو اپنا خاندان اور معاشرہ ترک کر کے نئے معاشرہ میں داخل ہوتے ہیں۔ ان کو بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسے افراد کی امداد کرنا۔

۴۔ غلام: زکوٰۃ سے ان کی امداد کرنا تاکہ وہ اپنی آزادی خرید سکیں۔

۵۔ مقروض: مقروض افراد کی امداد کرنا تاکہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں۔

۶۔ فی سبیل اللہ: اللہ کے نام پر، یعنی جہاد اور بھلائی کے اجتماعی کاموں پر خرچ کرنا۔

اب تک کی تمام مدات انفرادی بھلائی کی تھیں۔

۷۔ ابن السبیل: قدیم زمانہ میں تو مسافر بہت ہی بے بس ہو جاتا تھا۔ آج بھی بعض دفعہ مسافر امداد کا محتاج بن جاتا ہے۔

واضح رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کے مستحقین میں سے اولاد عبد المطلب کو خارج کر دیا۔ سیدوں پھر علویوں پر، عباسیوں پر زکوٰۃ حرام ہے۔ یہ آپ نے اس لئے کیا کہ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ وہ اپنی اولاد اور خاندان کے لئے جاگیر بنا گئے تھے۔ جیسا کہ برہمنوں کا حال ہے، اس صورت میں یہ لوگ سیدوں کو دینے کو ترجیح دیتے۔

نظام زکوٰۃ میں آمدنی کی مدات بھی متعین ہیں۔ اور مستحقین زکوٰۃ کی مدات بھی نص قرآن سے متعین ہیں، ان میں کوئی کمی بیشی نہیں [illegible] سکتی۔ پھر مصارف کی فہرست میں ایک مد کارندوں

کی ہے۔ اس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی آمد و خرچ کا حساب عام حکومتی حسابات سے جداگانہ رکھنا چاہئے۔ ایک زکوٰۃ بورڈ ہے جو زکوٰۃ کے معاملات کا کلی طور پر مختار ہو۔ اور بغیر کسی دباؤ اور مداخلت کے وہ اپنا کام کرے۔

زکوٰۃ کے امتیازات

زکوٰۃ عبادت ہے۔ جس طرح عبادت کا انکار کرنے والا دائرہ دین سے خارج ہو جاتا ہے، اسی طرح زکوٰۃ کا انکار کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس کے خلاف جہاد جائز ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا تھا۔

زکوٰۃ میں اور ٹیکس میں فرق ہے۔ ٹیکس کل آمدنی پر لگتا ہے۔ اس لئے ٹیکس کی چوری کرتے ہیں، اور کوئی بھی خوش دلی سے ادا نہیں کرتا۔ زکوٰۃ بچت پر عائد ہوتی ہے۔ اس کو لوگ خوش دلی سے ادا کرتے ہیں۔ چوری کرنا تو کجا لوگ کچھ زائد ہی دیتے ہیں۔ اس سے ذہن میں للّٰہیت پیدا ہوتی ہے۔

بعض مغربی ممالک میں عمومی کفالتی اسکیم Social Security Scheme نافذ ہے۔ ان اسکیموں میں لوگ پہلے ممبر بنتے ہیں۔ ماہانہ چندہ ادا کرتے ہیں۔ تب حادثات کی صورت میں یا ضعیفی کی حالت میں فنڈ سے ان کو امداد ملتی ہے۔ لیکن جو ممبر نہیں ہوتے ان کو امداد نہیں ملتی۔ زکوٰۃ میں اصول یہ ہے کہ مالداروں سے یہ وصول کی جاتی ہے اور غریبوں فقیروں کو ادا کی جاتی ہے۔

توخذ من اغنیاء ھم فترد علی فقراء ھم ۔(۸)

مالداروں سے وصول کی جاتی ہے اور ناداروں میں تقسیم کی جاتی ہے۔

زکوٰۃ کے پس پردہ معاشی حکمت یہ کار فرما ہے کہ زر ہمیشہ گردش میں رہے، کسی جگہ جمع نہ ہو، اکتناز ہو۔ گردش زر سے معاشرہ کے تمام ہی طبقات اور تمام افراد مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ اور اکتناز سے صرف دولت مند طبقہ مستفید ہوتا رہتا ہے۔ زکوٰۃ گردش زر کا ذریعہ بنتی ہے۔ اور سود اکتنازِ زر کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس لئے اسلام نے سود کو حرام قرار دیا ہے۔

زکوٰۃ اور تشکیل ذہنیت

دنیا کی ساری اقوام کم و بیش مال کی محبت میں مبتلا ہیں۔ ہندو سال میں ایک مرتبہ تہوار

مناتے ہیں، جس کو دیوالی کہتے ہیں۔ جس میں دیے روشن کئے جاتے ہیں۔ اس میں دولت کی دیوی لکشمی کی پوجا کی جاتی ہے۔ یونانی بھی دولت کی دیوی میمن Mammon کی پرستش کرتے تھے۔ بقیہ قوموں کا بھی ایسا ہی کچھ حال ہے۔ اس سے بخل، خود غرضی اور تنگ نظری کی ذہنیت پیدا ہوتی ہے۔ یہودیوں کی کنجوسی اور خود غرضی کو شیکسپیر نے شائلوک کے کردار میں عریاں کر دیا ہے۔ ہندوؤں کے متعلق بھی ضرب المثل مشہور ہے۔ چمڑی جائے دمڑی نہ جائے۔

جس طرح جسم کو امراض لاحق ہوتے ہیں اسی طرح نفس انسانی کو بھی امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ نفسانی امراض میں مال و دولت کی محبت سب سے زیادہ مہلک مرض ہے۔ ایسا شخص دین و اخلاق، ملک و ملت سب کو مال کی محبت پر قربان کر دیتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

حب الدنیا رأس کل خطیئۃ۔ (۹)

تمام برائیوں کی جڑ مال کی محبت ہے۔

زکوٰۃ سے ذہن میں پاکیزگی اور فراخی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ۔ (۱۰)

اے نبی (ﷺ) آپ ان کے اموال میں سے صدقہ لے کر انہیں پاک کریں، اور (نیکی کی راہ میں) انہیں آگے بڑھائیں۔ اور ان کے حق میں دعائے رحمت کریں۔

زکوۃ سے ذہن و فکر میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ فراخ دستی اور کشادہ نظری پیدا ہوتی ہے۔

قرآن کریم کہتا ہے کہ بے شک یہ دولت تم نے ہی کمائی ہے لیکن اس کے اندر معاشرے کے ناداروں اور فقیروں کا بھی حق ہے۔

وَفِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ O (۱۱)

قرآن مجید یہاں خیرات یا صدقات کا لفظ استعمال نہیں کرتا، بلکہ حق کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ تبدیلیٔ لفظ سے قرآن کا نقطۂ نظر واضح ہو جاتا ہے۔ ان احکام کے بعد مسلمان معاشرے کے دولت مندوں اور مالداروں کی ذہنیت ایک دوسرے ہی انداز پر تشکیل پذیر ہوئی تھی جو دوسرے معاشروں کے مالداروں کی ذہنیت سے مختلف تھی۔ مسلمان مالدار کبھی غربا، مساکین، یتیم اور بیواؤں

کے ماہانہ وظیفے جاری کرتے تھے۔ کبھی یتیموں اور نادار بچوں اور بچیوں کو اپنے گھر میں اپنی اولاد کی طرح پالتے اور پوستے تھے۔ کبھی اپنے بچے کے ساتھ محلے کے ناداروں کی بھی مفت تعلیم کا انتظام کرتے تھے۔ ان بچوں کو مزید تعلیم کے وظائف دیتے تھے۔ اس طرح نادار بچے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کر لیتے تھے۔ ہر کار خیر میں محلے کے اہل خیر پیش قدمی کرتے تھے۔ اس طرح محلے کے اندر امیر اور غریب کے درمیان باہمی تعاون کی فضا رہتی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے ہمدرد اور معاون ہوتے تھے۔ یہ ساری ذہنیت زکوٰۃ کی پیدا کردہ تھی۔ آج سے ۶۰۔۷۰ سال قبل بھی ایسے امرا ہمارے معاشرے میں موجود تھے۔ ان کے دیکھنے والے ابھی موجود ہیں۔

اس کے برخلاف آج کا امیر اپنی دولت میں کسی کا حق ماننے کو تیار نہیں۔ وہی خود غرضی کا سودا دماغ میں سمایا ہوا ہے۔ غریبوں سے کٹ کر جدا بستی میں رہتا ہے۔ جدا اسکولوں میں اس کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ معاشرت جدا، حلقۂ احباب جدا، غربا و مساکین کی ہمدردی اور امداد کا کوئی تصور ہی نہیں۔ اس کی وجہ سے امرا اور غربا آپس میں کٹ گئے۔ دونوں کے دلوں میں محبت کے بجائے نفرت و حقارت کے جذبات موجزن رہتے ہیں۔ جن کو اغراض پرست لوگ بھڑکا دیتے ہیں۔

زکوٰۃ نے مسلمان قوم کی ذہنیت ایک خاص نہج پر استوار کی۔ وہ فراخ دست ہوتا ہے۔ مہمان نواز ہوتا ہے۔ دوسروں کے کام کرنے والا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

خیر الناس من ینفع الناس۔ (۱۲)

بہترین انسان وہ ہے جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔

آج دنیا کی قوموں میں مہمان نوازی صرف مسلمانوں کا امتیاز ہے۔ بعض قومیں ہندو اور چینی اور یورپی تو اس سے بالکل واقف نہیں ہیں۔

مسلمانوں کی تاریخ میں جو کردار سب سے زیادہ قابل مذمت رہا ہے وہ ہے بخیل

بخیل اربود مالک بحر و بر
بہشتی نہ باشد بحکم جز

جو کردار سب سے زیادہ قابل تحسین رہا ہے وہ ہے سخی۔ سخی حبیب اللہ کا جملہ عام طور پر بولا جاتا ہے۔ اور کئی اشعار ایسے موقع پر پڑھے جاتے ہیں۔

توںگری بدل است نہ بہ مال
بزرگی بعقل است نہ بہ سال
منعم بہ کدہ دست و بیاباں غریب نیست
ہر جا کہ رفت، خیمہ ردوبارگاد ساخت

حواشی و حوالہ جات

۱۔ سورۂ انبیا، آیت ۷۳،
۲۔ سورۂ مریم، آیت ۵۵،
۳۔ سورۂ مریم، آیت ۲۱،
۴۔ سورۂ ذاریات، آیت ۱۹،
۵۔ سورۂ معارج، آیت ۲۴، ۲۵،
۶۔ سورۂ حم سجدہ، آیت ۷،
۷۔ سورۂ توبہ، آیت ۶۰،
۸۔ بخاری، کتاب الزکاۃ، باب ۶۳،
۹۔ علی متقی الہندی، کنز العمال، رقم الحدیث ۶۱۱۴،
۱۰۔ سورۂ توبہ آیت ۱۰۳،
۱۱۔ سورۂ ذاریات، آیت ۱۹
۱۲۔ کنزالعمال، ۴۴۱۴۵،

قلوپطرہ ®

روشن اور خوبصورت آنکھوں کے لئے

CLEOPATRA ®

سُرمہ۔ سُرمی۔ کاجل

MANUFACTURES:
SHAMSI INDUSTRIAL COMPANY
® REGISTERD TRADE MARK.